شاہ ولی اللہ اکیڈمی پھلت سے شائع ہوچکی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی مذکورہ اکیڈمی کی جانب سے شائع ہوئی ہے۔

سیرت نگاروں میں امام ابن سید الناسؒ (م۷۳۴ھ/۱۳۳۳ء) عیون الأ ثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر کے مؤلف کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ سیرت پر ان کا ایک مختصر رسالہ بھی ہے جس کا نام نورالعیون فی تلخیص سیرۃ الأمین المامون ہے۔ شاہ ولی اللہ (م۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) نے اس کا فارسی ترجمہ سرور المحزون فی ترجمۃ نور العیون کے نام سے کیا تھا۔ پروفیسر صدیقی نے اس کا اردو ترجمہ ایضاح المکنون کے نام سے کردیا ہے۔ زیرنظر کتاب میں عربی متن کے ساتھ فارسی اور اردو ترجمے بھی شامل ہیں۔ فاضل مترجم نے 'تقدیم' میں سیرت نگاری کے رجحانات سے بحث کرتے ہوئے مختصراتِ سیرت کا تعارف کرایا ہے اور ابن سید الناس کے اصل کتابچہ اور شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمہ کا تجزیاتی مطالعہ بھی پیش کیا ہے۔

سیرت نگاری پروفیسر صدیقی کی علمی خدمات کا خاص میدان ہے۔ اس موضوع پر ان کی ایک درجن سے زائد تصانیف اور بہت سے مقالات (جن میں سے بڑی تعداد 'تحقیقاتِ اسلامی' میں شائع ہوئی ہے) اہلِ علم سے خراجِ تحسین حاصل کرچکی ہیں۔ امید ہے، زیرِ نظر کتاب کو بھی قبولِ عام حاصل ہوگا اور سیرتِ نبوی اور تصانیفِ ولی اللّٰہی کے مطالعات میں اس کی اہمیت کومحسوس کیا جائے گا۔ (م-ر-ن)

اصحابِ کہف کے غار کا انکشاف پروفیسر محمد نعمان خان

تقسیم کار۔ اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی، ۲۰۰۶ء، صفحات ۲۴۵، قیمت/۱۵۰ روپئے

قرآن کریم نے ایک مقام پر اصحاب الکہف والرقیم کا واقعہ بیان کیا ہے۔ اس کے مطابق کچھ نوجوانوں نے اپنے ایمان کومحفوظ رکھنے کی خاطر ایک غار میں پناہ لی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی خاص رحمت سے نوازا اور ان کو اسی غار میں سُلا دیا۔ طویل عرصے کے بعد وہ جاگے اور لوگوں کو ان کا علم ہوا تو انہوں نے اس غار کے قریب ایک معبد

بنا ڈالا۔ مستشرقین نے قرآنی قصوں کو اور خاص طور پر اس واقعہ کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ قرآن نے بغیر کسی تحقیق کے اس واقعہ کو نقل کرلیا ہے۔ اس کے بیان کردہ اوصاف کسی متعین غار پر منطبق نہیں ہوتے۔

اصحاف کہف نے جس غار میں پناہ لی تھی وہ کہاں اور کس ملک میں واقع ہے؟ کس بادشاہ کے ظلم سے بچنے کے لیے انہوں نے غار میں پناہ لی تھی؟ پھر جب طویل مدت کے بعد وہ بیدار ہوئے تو کس بادشاہ کا عہد تھا؟ تفسیری روایات میں اس کی کوئی واضح تفصیل نہیں ملتی۔ آثار صحابہ میں کچھ اشارات ہیں جو باہم مختلف ہیں۔ مفسرین کرام نے عموماً تین مقامات کا ذکر کیا ہے۔ قرآن میں مذکور اصحاب کہف کا غار (۱) دمشق کے قریب کہیں واقع ہے (۲) ایشیائے کوچک کے ساحلی شہر افسوس/افیسس میں ہے جس کا کھنڈر آج موجودہ ترکی میں پایا جاتا ہے۔ (۳) بلقاء/ ایلیہ کے قریب ہے جو خلیج فارس کے ساحل پر عمان کے نزدیک کوئی مقام ہے۔

۱۹۶۳ء میں محمد تیسیر ظبیان سکریٹری رابطۂ علوم اسلامیہ اردن کی کوششوں سے محکمۂ آثارِ قدیمہ اردن کی زیرِ نگرانی عمان کے جنوب میں واقع الرجیب نامی بستی سے متصل ایک غار کی کھدائی کی گئی جس کے بارے میں مقامی باشندوں کا خیال تھا کہ یہ اصحاف الکہف والرقیم کا غار ہے۔ کئی سالوں میں یہ کام مکمل ہوا۔ بہت سے شواہد ملے اور اسے اصحاب کہف کے غار کا انکشاف سمجھا گیا۔ پیش نظر کتاب میں اسی انکشاف کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے مصنف پروفیسر محمد نعمان خان شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی کے صدر ہیں۔ اس سے پہلے اردنی سفارت خانہ دہلی میں مقامی سکریٹری رہ چکے ہیں۔ اردن کی اکیڈمی ''المجمع الملکی لبحوث الحضارۃ الاسلامیۃ'' میں بھی کام کر چکے ہیں۔

مصنف نے پہلے قرآن مجید کی روشنی میں اصحاب کہف کا واقعہ بیان کیا ہے پھر دیگر اسلامی اور عیسائی مآخذ کی مدد سے اس قصہ کی بعض تفصیلات ذکر کی ہیں۔ مثلاً یہ کہ کس ظالم بادشاہ کے ظلم سے مجبور ہوکر اور اپنے ایمان کو بچانے کی خاطر اصحاب کہف نے غار میں پناہ لی تھی؟ اور جب وہ بیدار ہوئے تو کس بادشاہ کی

حکومت تھی اور وہ کون سا زمانہ تھا؟ اسی طرح انہوں نے یہ بھی دکھایا ہے کہ جس غار میں اصحاب کہف نے پناہ لی تھی اس کے محل وقوع سے متعلق اسلامی روایات کیا کہتی ہیں اور عیسائی روایات میں کیا کچھ ہے؟ مصنف نے تاریخی واثری ثبوت بھی جمع کیے ہیں۔حکومت اردن نے محمد تیسیر ظبیان کی تحریک پر کھدائی کی اجازت دی اور رفیق وفا الدجانی کی نگرانی میں اردن کے محکمۂ آثارِ قدیمہ نے کھدائی کا کام کیا۔ ان دونوں حضرات کی مرتب کردہ کتابوں سے فاضل مصنف نے اثری تحقیقات کی تفصیلات درج کی ہیں۔

اصحاب کہف کے غار کے محل وقوع کے سلسلے میں علماء اور مفسرین کے درمیان شروع سے اختلاف رہا ہے۔لیکن متأخرین کے یہاں یہ قول زور پکڑ گیا کہ یہ غار ترکی کے اثری شہر افسوس میں ہے۔ یہ بات اتنی عام ہوگئی کہ اکثر متأخر محققین کا میلان اسی طرف رہا۔ کتاب میں اس قول کو رد کیا گیا ہے اور تاریخی حقائق کی روشنی میں نقد کر کے دکھایا گیا ہے کہ افسوس کا غار وہ غار ہرگز نہیں ہوسکتا جس کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔ مستند ذی علم شخصیات کی تحقیقی کاوشوں کے حوالوں سے کتاب بھرپور ہے۔ تفاسیر پر مصنف کی اچھی نظر ہے۔ انہوں نے اہم تفاسیر سے استفادہ کرتے ہوئے مختلف آراء کے درمیان علمی وتحقیقی اسلوب میں موازنہ کیا ہے۔احتیاط کے ساتھ تاریخی اقوال بھی نقل کیے ہیں۔صحابہ وتابعین کے سفر غزوات وغیرہ کی تفصیل نقل کر کے ان کے اقوال کو بطور تائید پیش کیا ہے۔ بعض صحابہ کے اقوال کی روشنی میں صاحب کتاب کا خیال ہے کہ ابتدائی عہد میں اصحاب کہف کے غار کا محل وقوع معلوم تھا۔

یہ کتاب قرآنیات سے دلچسپی رکھنے والے طلبہ، اور تاریخی ذوق رکھنے والوں کے لیے ایک اہم دستاویزی کام ہے۔صاحب کتاب کے الفاظ میں ’’اصحاب کہف کے غار کی دریافت بیسوی صدی کا ایک عظیم کارنامہ اور قرآن کریم میں بیان کردہ واقعہ کی تصدیق ہے‘‘ (ص ۷)

فاضل مصنف نے دستیاب مراجع سے استفادہ کر کے یہ کتاب ترتیب دی